

ملک و ملت کے ساتھ یہ مذاق کب تک؟

شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب

صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان

پاکستان کا قیام دو قومی نظریہ کا مرہون منت ہے اور پاکستان کی قانونی جنگ کفر و اسلام کی بنیاد پر لڑی گئی تھی اور یہ کہا گیا تھا کہ ہندو کافر ہیں اور پاکستان کا مطالبہ کرنے والے مسلمان۔ ان دونوں کے دین و مذہب جدا جدا ہیں۔ ان کی تہذیب، معاشرت، ثقافت اور سیاست جدا جدا ہیں۔ یہ ایک ملک میں اکٹھے نہیں رہ سکتے۔ اس مقصد کا اس زور و شور سے پروپیگنڈہ کیا گیا کہ دوسری مخالف آواز دُب کر رہ گئی اور بھارت میں رہ جانے والے مسلم اقلیت کے علاقوں کے مسلمان یہ جانتے ہوئے بھی کہ قیام پاکستان سے ہمیں کوئی فائدہ حاصل نہ ہوگا۔ تحریک پاکستان کا ہر اَوَّل دستہ بن کر آگے آئے صرف اس لیے کہ بھارت میں رہ جانے والے ہمارے علاقوں میں اگرچہ ہندو راج ہوگا اور ہمارا سابقہ بھی اسی کے ساتھ رہے گا لیکن پاکستان میں تو اسلامی تشخص قائم ہو سکے گا۔ قرآن و سنت کا نظام نافذ ہوگا، اسلامی تہذیب و ثقافت پروان چڑھے گی۔ اسلامی معاشرے کے زیر سایہ ہمارے بھائی راحت اور چین و آرام کی زندگی گزار سکیں گے اور اس طرح پاکستان نظریاتی مملکت کی حیثیت سے دوسرے تمام ممالک کے لیے مینارہ نور بن کر ابھرے گا۔ اسلام کی بالادستی کا یہ اظہار نہ صرف اہالیان پاکستان کی عزت و ناموس، راحت و آسائش کی نوید جان فزا غایت ہوگا بلکہ اس سے اسلام کی اشاعت و تبلیغ میں زبردست اضافہ ہوگا۔ یہ پاکستان اپنی جغرافیائی حدود میں منحصر ہو کر نہیں رہے گا بلکہ اس کی بدولت دنیا کے بے شمار علاقوں میں اسلام کی طرف پیش قدمی شروع ہو جائے گی۔ خود بھارت بھی تھوڑے عرصہ کے بعد اسلام کے زیر سایہ آ کر پاکستان بن جائے گا۔ لیکن۔ اے بسا آرزو کہ خاک شدہ۔ پاکستان بنتے ہی اعلان کر دیا گیا کہ یہاں نہ کوئی سندھی ہوگا، نہ پنجابی، نہ بلوچ ہوگا، نہ پٹھان، نہ مسلمان ہوگا، نہ ہندو، نہ سکھ۔ لیجیے اقتدار اعلیٰ پر براہمان ہونے والوں نے سندھی پنجابی کی لپیٹ میں رکھ کر ہندو مسلم کے فرق کے خاتمے کا بھی اعلان کر دیا اور پاکستان کی پوری تحریک کی بساط الٹ کر رکھ دی۔ چنانچہ دیکھنے والے نصف صدی سے دیکھتے چلے آ رہے ہیں اور آج بھی اسی کا پرچار ہے اور یہی کچھ آئندہ کے عزائم ہیں کہ سندھی سندھی ہے اور پنجابی پنجابی۔ بلوچ بلوچ ہے پٹھان پٹھان، کوئی ایک دوسرے کے حق میں کسی خیر کار و دار نہیں۔ نیشٹزم کا زور دن بدن ترقی پر ہے، قومی وسائل کی بڑی دولت اسی پر خرچ ہو رہی ہے۔ مگر اس مملکت خدا واد میں ہندو مسلم کا فرق کچھ اس طرح ختم کر دیا گیا ہے کہ بے شمار مسلمان گھرانوں میں آج کفار پرورش

پارہے ہیں۔ اس اٹھاون سالہ دور میں ہماری نسلیں اللہ و رسول سے اعلانیہ بیزاری کے اظہار پر جری ہو گئی ہیں۔ قرآن و سنت کے نظام کو فرسودہ قرار دینے میں انہیں کچھ نہیں ہوتا۔ احکام اسلام کا مذاق اڑانا آج کا فیشن بنا ہوا ہے۔ حکومتوں کے ایوانوں اور اعلیٰ سوسائٹی سے لے کر مزدور اور محنت کش، طلبہ و اساتذہ اور دانشور سب اسی ہرزہ سرائی میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے میں مصروف ہیں۔ سیاست میں عمل دخل رکھنے والے ایسے حلقے پوری آزادی کے ساتھ میدان میں ہیں جو نظریہ پاکستان کی نفی کرتے ہوئے لادینی نظام زندگی کے علمبردار ہیں اور ملک کو سیکولر اسٹیٹ بنانے کے مدعی ہیں بلکہ ان لوگوں کو بھی یہاں کھلی چھٹی ملی ہوئی ہے جو اشتراکیت کے پرچم پر جوش داعی ہیں اور روس اور چین کے نظام کو نافذ کرنے کے درپے ہیں۔ معلوم نہیں ملک و ملت کے ساتھ یہ مذاق کب تک جاری رہے گا۔ سوچنے کی بات ہے کہ اگر یہی کچھ مقصد ہے اور لادینی نظام ہی کو ترجیح دینا ہے تو تقسیم کا کوئی جواز ہی باقی نہیں رہتا۔ سیکولر نظام تو بھارت میں بھی موجود ہیں۔ تقسیم کے نتیجے میں جوتل و غارت گری، فساد اور انتقال آبادی اور معیشت پر بے تحاشا بوجھ جیسے روح فرسا واقعات کو کس لیے گوارا کیا گیا۔ یہ سب کچھ تو اسلام کی خاطر ہی گوارا کیا گیا تھا۔

ارباب اقتدار کی منافقت کا یہ عالم ہے کہ اسلام اسلام پکارتے ہوئے ان کے گلے خشک نہیں ہوتے لیکن ان کے دلوں میں اسلام کے لیے کوئی گنجائش موجود نہیں۔ غضب خدا کا جو لوگ نفاذ اسلام کے بلند بانگ دعوؤں کے ساتھ ووٹ لے کر اقتدار کے شیش محل میں پہنچے ہیں۔ وہ کھلے بندوں اسلام کی نفی کر رہے ہیں۔ کبھی کہا جاتا ہے کہ اسلام ترقی یافتہ دور کا ساتھ دینے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ کبھی کہتے ہیں کہ اسلام کا نفاذ اس لیے مشکل ہے کہ اس کے نفاذ سے تمام فرقوں میں ہم آہنگی باقی نہ رہے گی جس کا بین السطور یہ ہے کہ پاکستان کو سیکولر اسٹیٹ بنایا جائے تو ہم آہنگی میں اشکال نہیں پیش آئے گا۔ اس وقت ملک کے تمام طبقات ایسی افراتفری کا شکار ہیں کہ کسی سے بھی یہ آس نہیں لگائی جاسکتی کہ وہ اس ستم رسیدہ مملکت خداداد کے تحفظ و بقا کے لیے کوئی حوصلہ افزا کردار ادا کرنے کی پوزیشن میں ہے اور یہ نتیجہ ان غلط پالیسیوں کا ہی ہے جو شروع سے آج تک نافذ کی جاتی رہی ہیں۔

مگر آج اٹھاون سال کے بعد جب پاکستان کی تاریخ پر نظر جاتی ہے تو سوائے مکرو نفاق اور دجل و فریب کے کچھ نظر نہیں آتا۔ کبھی بھی سنجیدگی کے ساتھ نہ یہاں قرآن و سنت کا نظام نافذ کرنے کی کوشش کی گئی، نہ عدل و انصاف کی حکمرانی قائم ہوئی، نہ اسلامی علوم کی سرپرستی کی گئی اور نہ اسلام کو بالادستی عطا کی گئی بلکہ اس عرصے میں غیر اسلامی نظام تعلیم اور فرنگی معاشرت و ثقافت کے ذریعے چار نسلیں وہ تیار کی گئی ہیں جو اسلام کے متعلق یا تو شک و شبہ کا شکار ہیں یا پھر کھلم کھلا بغاوت پر آمادہ ہیں، ان کی تیاری پر قوم کا قیمتی سرمایہ اربوں کھربوں کی تعداد میں صرف کیا گیا ہے اور تاحال کیا جا رہا ہے۔ نتیجہ سامنے ہے۔ اسلام سے لاتعلقی بن جانے اور اغراض و مفادات کا پابند ہو جانے کا ثمرہ ہے کہ ایک بازو کٹ گیا اور پاکستان ٹوٹ کر آدھا رہ گیا اور جو آدھا رہ گیا ہے، وہ انتشار و خلفشار کا شکار ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اپنی بد اعمالیوں کی پاداش سے محفوظ رکھے اور صحیح رخ پر عزم و ہمت کے ساتھ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ☆☆☆